عہد مغلیہ یورپی سیاحوں کی نظر میں

(قسط ۱۱)

(۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء)

ڈاکٹر محمد عمر شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

مغلوں کا خفیہ دستور (نمبر ۱)!

جب وہ کسی بات کو صیغۂ راز میں رکھنا چاہتے تھے تو مغل بادشاہ مخصوص ایک خفیہ علامت کا استعمال کیا کرتے تھے۔ رو کے نقل کردہ دوسرے ایک واقعہ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ غیب داں ایک لنگور بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس لنگور کی غیب دانی کی آزمائش کے لئے جہانگیر نے ایک کے پرزوں پر بعض نام لکھے اور لنگور سے صحیح آدمی کے نام کو نکالنے کے لئے کہا گیا۔ لنگور نے صحیح پرزہ نکال لیا۔ اس بات سے بادشاہ کو حیرت ہوئی اور اسے اس بات کا شبہ ہوا کہ اس کا مالک فارسی پڑھ سکتا تھا اور اس کی مدد کر سکتا تھا اس لئے اس نے درباری علامت کے رو سے ان ناموں کو دوبارہ لکھا اور دوبارہ انھیں اس کے سامنے رکھا گیا۔ وہ لنگور خاموش رہا اور دوبارہ اس نے صحیح پرچہ اٹھا لیا۔

سرکاری ملازمین کو بخششیں اور دوسرے رسوم!

جب بادشاہ یا شہزادہ کسی شخص کو کوئی چیز دیتا تھا تو اس بات کو اس کی طرف سے ایک انعام سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا سرکاری ملازمین بخشش مانگا کرتے تھے۔ جہانگیر نے جب رو کو طلائی پیالہ عطا کیا تو رو کو" بادشاہ کے دربانوں اور غسل خانہ" کے خدمتگاروں

کو ۳۶ جہانگیری روپے دینا واجب ہوگیا۔ دوسرے ایک موقع پر شہزادہ خرم نے رَو کو ایک خلعت دیا۔ جب وہ دربار سے جانے کے لئے باہر نکلا تو شہزادے کے تمام دربانوں اور خدمتگاروں نے اس کا تعاقب کیا۔ رَو کے بیان کے مطابق باہر نکلنے سے پہلے ہی اس نے خلعت کی آدھی قیمت انہیں دیدی تھی۔

سنگین جرم کی سزا:

سنگین جُرم کی سزا موت تھی لیکن اگر ثبوت مشتبہ ہوتا یا بادشاہ اس آدمی کی زندگی بچانا چاہتا تو وہ اسے ایک غلام کی حیثیت سے اس امیر کے پاس بھیجدیتا جس پر وہ نوازش کرنا چاہتا۔ غلام پاکر اس امیر کی بڑی عزت افزائی ہوتی۔

(۴) فوج اور شاہی خیمہ

شہر سے دو کوس کی دوری پر واقع اجمیر سے اپنے خیمے کے لئے جہانگیر کی روانگی کے بارے میں رَو نے سارے رسوم پوری تفصیل سے قلم بند کئے ہیں۔ جوں ہی بادشاہ سیڑھی سے نیچے اترا تو "بادشاہ سلامت" کہکر اتنے پُرجوش نعرے لگائے گئے کہ "وہ نعرے توپوں کی آوازوں سے بھی بلند تھے"! سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہی ایک آدمی نے بہت بڑا ایک پیالہ پیش کیا اور دوسرے نے ایک تشت پیش کی جس میں خام جنس تھی۔ بادشاہ نے اس پیالے میں اپنی انگلیاں ڈبوئیں، مچھلی کو چھوا اور اس کے بعد اسے اپنے ماتھے پر مل لیا۔ تیسرے آدمی نے اس کے تلوار اور ڈھال باندھی، ڈھال میں بڑے بڑے یاقوت اور الماس جڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ طلائی ایک بیلٹ بھی باندھے ہوئے تھا۔ چوتھے آدمی نے اس کا ترکش (جس میں تیس تیر تھے) اور ایک غلاف میں کمان لٹکائی۔

ایسے موقعوں کا لباس:

جہانگیر قیمتی ایک دستار باندھا کرتا تھا جس پر وہ " بگلا کے پروں کا چھوٹا ایک طرّہ"

باندھتا تھا۔ وہ پر لمبے ہوتے تھے لیکن زیادہ نہیں۔ دستار کے ایک طرف یغر جما ہوا یاقوت ہوتا تھا جو "اخروٹ کے برابر بڑا ہوتا تھا" دوسری طرف بڑا ایک الماس لٹکا ہوتا تھا۔ اس کے پٹکے میں چاروں طرف بڑے یاقوتوں، موتیوں اور الماسوں کی زنجیریں پڑی ہوتی تھیں جن میں سوراخ ہوتے تھے۔ عمدہ موتیوں کا تین لڑوں کا وہ ایک ہار گلے میں پہنتا تھا۔ (وہ اتنا بڑا تھا کہ میں نے ویسا کبھی نہیں دیکھا تھا) اس کی کہنیوں کے اوپر بازوبند تھے جن میں الماس جڑے ہوئے تھے اور اس کی کلائیوں میں مختلف قسم کے بنے ہوئے تین لڑیوں کا دست بند ہوتا تھا۔ اس کے ہاتھ غیر آراستہ تھے لیکن اس کی ہر ایک انگلی ایک انگوٹھی سے آراستہ تھی۔ اس کے انگریزی دستانے اس کی پیٹی کے نیچے کھونسے ہوئے تھے۔ بلا آستینوں کا اس کا لبادہ طلائی کپڑے کا تھا۔ اس کے پیروں میں چیتل کے کھال کے جوتے تھے جو منقش تھے۔ ان میں بھی موتی ٹنکے ہوئے تھے۔ ان کے اگلے سرے نوکیلے اور مڑے ہوئے تھے۔

بادشاہ دوران سفر میں؛

دربارِ عام میں مُلبّس ہوکر وہ ایک انگریزی سواری (بگھی) میں سوار ہوا جس کے چلانے کے لئے انگریزی ملازمین موجود تھے۔ اس بگھی میں چار گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ "جو طلائی مخملوں کے ساز وسامان سے آراستہ تھے"۔ اس کے دونوں طرف دو دو خواجہ سرا ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں طلائی شاہی عصا تھے جن پر پوری طرح سے یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اور مکھیوں کے اڑانے کے لئے ان کے ہاتھوں میں سفید گھوڑے کے دم کے بالوں کے پنکھے تھے۔ اس بگھی کے آگے آگے نقارچی بگلچی اور چھتری بردار چل رہے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ شہنشاہ کے شاہی علم بھی تھے جن پر یاقوت اور الماس جڑے ہوئے تھے کچھ زائد گھوڑے اور دوسری اقسام کا لکڑی کا سامان جن پر بھی الماس اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ بادشاہ کے جلو میں (۱) تین پالکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک میں طلائی چترا چڑھے

ہوئے تھے اور سروں پر بیش بہا پتھر ٹکے ہوئے تھے۔ اس پر سُرخ مخمل چڑھا ہوا تھا جس پر موتیوں کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ ایک آدمی پیدل چل رہا تھا جو ایک فٹ اونچا طلائی اسٹول لئے ہوئے تھا جس میں بھی بیش بہا پتھر جڑے ہوئے تھے۔ دوسری پالکیوں پر صرف طلائی کپڑا منڈھا ہوا تھا۔

(۲) پالکی کے پیچھے ایک دوسری بگھی چلتی تھی جس پر طلائی کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اس پر "نور محل" سوار ہوتی تھی۔

(۳) اس کے پیچھے ایک تیسری بگھی چلتی تھی جو اس ملک کی بنی ہوئی اس کے مشابہ تھی۔ اس پر اس کے دو بیٹے سوار ہوا کرتے تھے۔

(۴) ان کے بعد شاہی بیس ہاتھی ہوتے تھے جن کے ہودے سنہری ہوتے تھے اور ان میں بیش بہا پتھر جڑے ہوتے تھے۔ ان میں سنہری، ریشمی اور اطلسی جھنڈے ہوتے تھے۔

(۵) ان ہاتھیوں کے پیچھے امراء چلتے تھے۔ شاہی سواروں کے دستوں سے ایک میل کی دوری پر حرم کی خواتین ہاتھیوں پر سوار ہوکر چلتی تھیں۔

دوران سفر میں بادشاہ محافظ ہاتھیوں کے درمیان سفر طے کرتے تھے جن میں سے ہر ایک کے اوپر ایک بُرجی ہوتی تھی۔ چاروں کونوں پر زرد ریشمی کپڑے کے جھنڈے ہوتے تھے۔ ان کے سامنے گوچھن لئے ہوئے ایک سوار چلتا تھا۔ اس کے پاس ٹینس کی بڑی ایک گیند کے برابر ایک گولا ہوتا تھا۔ اس کے پیچھے تقریباً تین سو بندوقچی بیٹھے ہوتے تھے جبکہ دوسرے شاہی ہاتھی اس کے آگے پیچھے چلتے تھے۔ ان کی تعداد تقریباً چھ سو تھی۔ ان پر مخمل اور طلائی کپڑے کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس سارے راستے میں پانی کی مشکیں لئے ہوئے بہشتی آگے آگے بھاگتے جاتے تھے اور اس راستے پر متواتر چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے۔

پڑاؤ اور اپنے خیمے میں بادشاہ کا ورود!

بادشاہ کے خیمے کے ارد گرد انگریزی آدھے میل کے احاطے میں قناطیں لگی ہوتی تھیں باہر کی طرف کا رنگ سُرخ ہوتا تھا۔ اس خیمے کے وسط میں سیپیوں کا بنا ہوا ایک تخت زین

سے اونچائی پر چار کھمبوں پر بنا ہوا تھا۔ یہ تخت بڑے ایک خیمے کے اندر ہوتا تھا جسکی بلیوں کے اوپری سروں پر طلائی مٹھیاں ہوتی تھیں۔ اس سونے پر قالین کا غلاف چڑھا ہوا تھا۔
بادشاہ جب اس مقام پر پہونچا تو" بادشاہ سلامت" کے بلند نعروں سے وہ خیمہ گونج اٹھا۔ وہاں پہونچنے کے فوراً بعد اس نے پانی لانے کا حکم دیا۔ اس پانی سے اس نے اپنے ہاتھ دھوئے اور اپنی قیام گاہ میں چلا گیا۔

شاہی پڑاؤ میں شکار کھیلنے جانے کیوجہ سے شام کا دربار ملتوی!

جب بادشاہ پڑاؤ میں قیام پذیر ہوتا تھا تو شام کا دربار" ملتوی" رہتا تھا۔ اسکے بجائے وہ اپنا وقت ایک کشتی پر سوار ہوکر تالاب میں شکار کھیلنے اور شاہین بازی میں گذارتا تھا۔ اس طرح کی شاہین بازی سے بادشاہ بہت" محظوظ" ہوتا تھا۔ اس کی کشتیوں کو بیل گاڑی میں لادکر اس کے ساتھ ساتھ لے جایا جاتا تھا۔ پڑاؤ کے قیام کے دوران وہ جھروکہ درشن کے لئے نمودار ہوتا لیکن گفتگو کرنا ممنوع تھا۔

پڑاؤ کا بیان!

شاہی پڑاؤ کے وسط میں باقاعدہ گلیاں بنائی جاتی تھیں اور خیمے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے تھے۔ ہر ایک منصبدار اور تاجر کو اس بات کا علم ہوتا تھا کہ شاہی خیمے سے کتنی دوری پر اسے اپنا خیمہ نصب کرنا چاہیئے۔ اور اسے" کس جگہ کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ اور ملا ر دو بدل کے کس طرز پر خیمہ لگانا چاہیئے۔ تسبیح خانے سے (جہاں بادشاہ کو بطور نذر دی گئی چیزیں رکھی ہوتی تھیں) دستی ایک بندوق کی مار تک کے حدود کے اندر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پڑاؤ میں بڑی سخت نگرانی رکھی جاتی تھی لیکن برائے نام۔ پڑاؤ کے حدود کے اندر ہر قسم کی دوکانیں ہوتی تھیں۔ وہ اس ترتیب سے لگائی جاتیں اور نمایاں ہوتیں کہ ہر ایک شخص کو یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کون سی چیز کہاں سے خریدے۔ پڑاؤ کے خیمے بہت" عمدہ ساخت" کے ہوتے تھے۔ بعض سفید، بعض ہرے اور بعض رنگ برنگے۔" محیط رقبہ

کے اندر ہر چیز ایسی ترتیب سے پائی جاتی تھی ...
وہاں ایسی شان و شوکت تھی کہ ویسی میں نے کبھی نہیں دیکھی
کی طرح گھما گھمی پائی جاتی تھی ۔

ہر فرد کے لئے الگ الگ دو ساز و سامان ہوتے تھے ۔ ان میں سے ایک دوسرے درجہ
قیام کے لئے آگے جا کر لگا دیا جاتا تھا ۔

پڑاؤ میں خرم کی موجودگی!

رو کا بیان ہے کہ " جیسا کہ اس نے بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے ۔ اسی شان و شوکت اور عظمت سے خرم تخت پر بیٹھا کرتا تھا ۔ اس کے تخت پر چاندی کی پتریں چڑھی ہوئی تھیں جن پر پھولوں کے سنہرے نقش و نگار بنے ہوئے تھے ۔ اس تخت کے اوپر ایک چوکور شامیانہ چاندی کے چار لٹھوں پر لگا ہوا تھا ۔ چھوٹی ڈھال، کمان، تیر اور کمان پر مشتمل اس کے ہتھیار اس کے سامنے ایک میز پر رکھ دیئے جاتے تھے ۔

رو نے لکھا ہے کہ " میں نے ایک ایسا باوقار چہرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ کوئی بھی فرد ایسی سنجیدگی کو متواتر برقرار نہیں رکھ سکتا ۔ وہ نہ تو کبھی مسکراتا ۔ نہ ہی اس کے چہرے سے آدمیوں کے لئے عزت یا علامتِ امتیازی ظاہر ہوتی تھی لیکن بڑے تکبر اور سب لوگوں کے لئے نفرت کے مخلوط آثار نمایاں ہوتے تھے ۔ "

(۵) امراء

ایک معتوب امیر کی دربار میں حاضری!

احمد آباد کا گورنر عبداللہ خاں، معتوب ہوا ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء کو اسے جھروکے کے سامنے ننگے پیر جن پر بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں، دو امیروں نے پیش کیا ۔ اپنی پگڑی اپنی پیشانی پر کر کے اپنی آنکھیں ڈھک لی تھیں تاکہ بادشاہ کے دیکھنے سے پہلے اس کی نظر کسی دوسرے پر نہ پڑے ۔ تسلیمات ادا کرنے کے بعد اس سے چند سوالات کئے گئے اور اسے

بیڑیاں کھول دی گئیں۔ اسے ایک سنہری خلعت پہنایا گیا۔ مزید ایک دستار پہنائی گئی اور اس کی کمر میں ایک پٹکا باندھا گیا۔ شہزادہ خرم کی ... اس پر سے معاف کر دیا گیا۔

خرم کا شکریہ ادا کرنے کے لئے عبداللہ خاں اسکی خدمت میں حاضر ہوا:

بیس گھوڑوں پر طبل بجاتے ہوئے عبداللہ خاں خرم کے محل کے دروازے پر پہونچا (۱۶ر اکتوبر ۱۶۱۶ء) اس کے آگے سفید علم لئے ہوئے پچاس گھوڑ سوار چل رہے تھے، اور انکے پیچھے دو سو سپاہی سجے ہوئے گھوڑوں پر سوار، طلائی مخمل اور بھڑکیلے ریشمی لبادوں میں ملبوس ترتیب سے چل رہے تھے۔ ان کے بعد چالیس باوردی سپاہیوں کے ساتھ عبداللہ خاں کی سواری تھی۔ یہ سپاہی ڈھالوں اور تلواروں سے مسلح تھے۔ اس نے بڑے خضوع وخشوع کے ساتھ شہزادہ کو تسلیمات پیش کئے اور اس کی خدمت میں کالے رنگ کا عربی ایک گھوڑا پیش کیا جس کے ساز و سامان پر طلائی پھول بنے ہوئے تھے اور ان پر بیش بہا پتھر اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ اس شہزادہ نے اسے ایک دستار، خلعت اور پٹکا پیش کیا۔

سواری کا طریقہ:

امرا سو سے پانچسو کی تعداد میں پیدل سپاہیوں کیساتھ سواری کرتے تھے۔ ان کے آگے آگے ۵ یا ۶ جھنڈے چلتے تھے۔ سو سے دو سو تک گھوڑ سوار سپاہی بھی ان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو بڑی احتیاط سے رکھتے تھے۔ وہ انھیں گھی اور شکر کھلایا کرتے تھے۔

طعام:

میر جمال الدین حسن نے رو کو اپنے گھر کھانے پر مدعو کیا وہ قالینوں پر بیٹھے، علیحدہ دو جگہوں پر کھانے کا انتظام کیا گیا۔ کھانے کے لئے فرش پر دستر خوان بچھایا گیا۔

کے اندر ہر چیز ایسی ترتیب سے پائی جاتی تھی جیسے کہ ایک گھر میں یہ ایک ایسا عجوبہ تھا اور وہاں ایسی شان و شوکت تھی کہ ویسی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس وادی میں ایک شہر کی طرح گہما گہمی پائی جاتی تھی۔

ہر فرد کے لئے الگ الگ دوساز و سامان ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے دن قیام کے لئے آگے جاکر لگا دیا جاتا تھا۔

پڑاؤ میں خرم کی موجودگی!

رو کا بیان ہے کہ " جیساکہ اس نے بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے۔ اسی شان و شوکت اور عظمت سے خرم تخت پر بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے تخت پر چاندی کی پرتیں چڑھی ہوئی تھیں جس پر پھولوں کے سنہرے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ اس تخت کے اوپر ایک چوکور شامیانہ چاندی کے چار لٹھوں پر لگا ہوا تھا۔ چھوٹی ڈھال، کمان، تیر و کمان پر مشتمل اس کے ہتھیار اس کے سامنے ایک میز پر رکھ دیئے جاتے تھے۔

رو نے لکھا ہے کہ " میں نے ایک ایسا باوقار چہرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کوئی بھی فرد ایسی سنجیدگی کو متواتر برقرار نہیں رکھ سکتا، وہ نہ تو کبھی مسکراتا۔ نہ ہی اس کے چہرے سے آدمیوں کے لئے عزت یا علامتِ امتیازی ظاہر ہوتی تھی لیکن بڑے تکبر اور سب لوگوں کے لئے نفرت کے مخلوط آثار نمایاں ہوتے تھے "

(۵) امراء

ایک معتوب امیر کی دربار میں حاضری!

احمد آباد کا گورنر عبداللہ خاں، معتوب ہوا (۱۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء) کو اسے مجمع کے سامنے ننگے پیر جن پر بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں، دو امیروں نے پیش کیا۔ اپنی پگڑی اپنی پیشانی پر کر کے اپنی آنکھیں ڈھک لی تھیں تاکہ بادشاہ کے دیکھنے سے پہلے اس کی نظر کسی دوسرے پر نہ پڑے۔ تسلیمات ادا کرنے کے بعد اس سے چند سوالات کئے گئے اور اسے

معاف کردیا گیا۔ اس کی بیڑیاں کھول دی گئیں۔ اسے ایک سنہری خلعت پہنایا گیا۔ مزید برآں اسے ایک دستار پہنائی گئی اور اس کی کمر میں ایک پٹکا باندھا گیا۔ شہزادہ خرم کی سفارش پر اسے معاف کر دیا گیا۔

خرم کا شکریہ ادا کرنے کے لئے عبداللہ خاں اسکی خدمت میں حاضر ہوا:

(۱۶ / اکتوبر ۱۶۱۶ء) بیس گھوڑوں پر طبل بجاتے ہوئے عبداللہ خاں خرم کے محل کے دروازے پر پہونچا اس کے آگے سفید علم لئے ہوئے پچاس گھوڑ سوار چل رہے تھے، اور انکے پیچھے دو سو سپاہی سجے ہوئے گھوڑوں پر سوار، طلائی مخمل اور بھڑکیلے ریشمی لبادوں میں ملبوس ترتیب سے چل رہے تھے۔ ان کے بعد چالیس باوردی سپاہیوں کے ساتھ عبداللہ خاں کی سواری تھی۔ یہ سپاہی ڈھالوں اور تلواروں سے مسلح تھے۔ اس نے بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ شہزادہ کو تسلیمات پیش کئے اور اس کی خدمت میں کالے رنگ کا عربی ایک گھوڑا پیش کیا جس کے سازو سامان پر طلائی پھول بنے ہوئے تھے اور ان پر بیش بہا پتھر اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ اس شہزادہ نے اسے ایک دستار، خلعت اور پٹکا پیش کیا۔

سواری کا طریقہ ا

امراء سو سے پانچسو کی تعداد میں پیدل سپاہیوں کیساتھ سواری کرتے تھے۔ ان کے آگے آگے ۵ یا ۶ جھنڈے چلتے تھے۔ سو سے دو سو تک گھوڑ سوار سپاہی بھی ان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو بڑی احتیاط سے رکھتے تھے۔ وہ انھیں گھی اور شکر کھلایا کرتے تھے۔

طعام:

میر جمال الدین حسن نے رو کو اپنے گھر کھانے پر مدعو کیا وہ قالینوں پر بیٹھے علیحدہ دو جگہوں پر کھانے کا انتظام کیا گیا۔ کھانے کے لئے فرش پر دستر خوان بچھایا گیا۔

جہاں رو کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا وہاں سے چند قدموں کی دوری پر اسی انداز سے دوسری جگہ انتظام کیا گیا تھا۔ یہ انتظام ان شرفا کے لئے کیا گیا تھا جو اس کے ہمراہ گئے تھے "کیونکہ وہ ہمارے ساتھ ملنا جلنا ایک قسم کی ناپاکی سمجھتے تھے" رو کے اس احتجاج پر کہ اس کے میزبان نے اس کے ساتھ کھانا کھانے کا وعدہ کیا تھا۔ میر جمال حسن اس کے دسترخوان پر آگیا مختلف قسم کے کھانوں میں بادام، پستے اور پھل بھی تھے۔ رات کے کھانے کے وقت بھی دسترخوان بچھائے گئے۔ ایک دسترخوان پر رو، پادری جون ہال اور ایک تاجر کے ساتھ بیٹھا اور دوسرے دسترخوان پر اپنے دوسرے مہمانوں کے ساتھ میزبان بیٹھا۔ کھانے میں مختلف چیزیں تھیں۔ بھنا گوشت، اور شوربہ دار سالن، مختلف قسم کے چاول جیسے بریانی اور اُبلے ہوئے چاول۔

بطور تحفہ مصری پیش کرنے کا دستور:

اس (جمال الدین حسن) نے اس دستور کے مطابق جب کسی کو کھانے پر مدعو کیا جاتا ہے، بطور تحفہ مجھے مصری کے پانچ ڈبے دیئے۔ اور بہت عمدہ مصری کا ایک ٹکڑا جو برف کی طرح سفید تھا۔

متفرقات

جہانگیری غیظ وغضب:

۱۳ مارچ ۱۶۱۶ء کو رو غسل خانہ میں یہ شکایت لے کر گیا کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی۔ پہلے تو آصف خاں نے اپنے ترجمان کو الگ رکھا۔ لیکن بعد میں جب دباؤ کی وجہ سے اسے بلانے پر مجبور ہو گیا تو وہ میرے ترجمان کے ایک طرف کھڑا ہو گیا، اور میں دوسری طرف۔ میں نے اسے اپنی شکایت کے بارے میں بتانا شروع کیا اور اس نے اس شکایت کو لکھ لیا۔ بڑی مشکل سے رو اپنی شکایتیں بادشاہ کی خدمت میں پیش کر سکا۔ "میری شکایت سنتے ہی یک بیک بادشاہ طیش میں آگیا۔ اور بے حد غضبناک ہو کر اس بات کے جاننے پر زور دیا کہ کس نے ان کے ساتھ ناانصافی کی تھی۔ جو کچھ اس نے کہا میری سمجھ میں کچھ نہیں